جناب شکیل اختر

اسلام میں خاندان کا تصور اور ماں بچے کی صحت

نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ انّ لدین عنداللہ الاسلام صدق اللہ العظیم

اسلام خاندان کو ایک بنیادی اکائی سے تعبیر کرتا ہے' میاں بیوی میں افہام و تفہیم' تعاون اور امن و آشتی کی فضا قائم کرنے پر زور دیتا ہے۔ اسلام میں بنیادی قسم کا خاندان میاں بیوی اور بچوں پر مشتمل ہے میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات کو بیان کرتے ہوئے قرآن مجید نے اس مقدس رشتے کے دو بنیادی خصوصیات بیان کی ہیں۔

۱۔ محبت' دوستی اور رفاقت ۲۔ رحم' افہام و تفہیم' مصالحت' رواداری' عفو و کرم

قرآن مجید کا ارشاد ہے: ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منھا زوجھا لیسکن الیھا (الاعراف۔۱۸۹) ترجمہ: "وہ خدا ہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تا کہ اس سے راحت حاصل کرے۔"

ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ومن آیتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوآ الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذالک لایت لقوم یتفکرون (الروم۔۲۱)

ترجمہ: "اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ ان کی طرف (مائل ہو کر) آرام حاصل کرو۔ اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔ جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔"

اس آیت کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ مودۃ سے مراد شوہر کا اپنی بیوی کیلئے پیار و محبت کا جذبہ ہے اور رحمۃ سے مراد شوہر کی مہربانی اور شفقت ہے۔

قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشاد ہے: ھن لباس لکم و انتم لباس لھن ۔(سورۃ البقرۃ۔۱۸۷)

ترجمہ: "وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو۔"

اس آیت کریمہ میں بیوی کو اپنے خاوند اور خاوند کو بیوی کے لئے پردے و لباس کی حیثیت دی گئی ہے۔

خیر متاع الدنیا الزوجۃ الصالحۃ ان نظرت الیھا سرتک وان غبت عنھا حفظت

(رواہ مسلم و ابن ماجہ)

ترجمہ: "دنیا کی بہترین نعمت نیک اور وفادار بیوی ہے کہ اس کو دیکھنے سے تم خوش ہوتے ہو اور جب تم گھر سے دور ہو تو وہ تمہاری عزت، اولاد اور مال کی محافظ ہو۔" ایک اور موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

الا ان لکم علیٰ نسائکم حقاً ولنسائکم علیکم حقاً (رواہ ترمذی)

ترجمہ: اور خوب جان لو کہ تمہارا اپنی بیویوں پر حق ہے اور تمہاری بیویوں کا تم پر حق ہے۔

اس سلسلہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیراً (النساء۔۱۹)

ترجمہ: "اور ان کے ساتھ اچھی طرح رہو سہو اگر وہ تم کو ناپسند ہو تو عجب نہیں کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور خدا اس میں بہت سے بھلائی پیدا کر دے۔"

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے اور فرمان میں بیویوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم ہے فرمایا

عن عائشہ قالت قال رسول اللہ ﷺ خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی

اس مفہوم کو ایک دوسری جگہ پر حضور ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

اکمل المؤمنین ایمانا احسنھم اخلاقا والطفھم باھلہ (رواہ الترمذی)

"مومنوں میں سے کامل مؤمن وہ ہے جس کے بہترین اخلاق ہوں اور اپنی بیویوں پر بہت مہربان ہو۔"

واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجاً وجعل من ازواجکم بنین وحفدۃ (سورۃ النحل ۱۶)

ترجمہ: "اور اللہ نے تمہارے لئے تم سے جوڑے بنائے اور تمہارے جوڑوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے بنائے۔"

شادی ایک بھاری ذمہ داری ہے اسے کامیاب بنانے کے لئے منصوبہ بندی ہو تا کہ اس کے ذریعے آدمی اپنی بیوی بچوں اور گھر کی بہتر نگہداشت کے لئے اپنی صلاحیت کا بھرپور مظاہرہ کر سکیں نیز اپنے بچوں کی ایک صالح تندرست تعلیم یافتہ اور مفید شہری کی حیثیت سے تربیت کر سکے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے: ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحاً حتی یغنیھم اللہ من فضلہ (سورۃ النور ۳۳) ترجمہ: "اور جن لوگوں کو نکاح کا مقدور نہیں انہیں چاہیے کہ ضبط سے کام لیں یہاں تک کہ اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے۔"

قرآن مجید میں عمر کا تعین کئے بغیر شادی کی عمر اور سنجیدہ فیصلے کرنے کی عمر کے بارے میں عمومی اشارے پائے جاتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وبتلوا الیتمی حتی اذا بلغوا النکاح فاءِن ءَانسم منھم رشداً

فادفعوا الیھم اموالھم ولا تاکلوھا اسرافاً و بدارا ان یکبروا۔ (سورۃ النساء ۳)

ترجمہ: ''اور یتیموں کی حالت پر نظر رکھ کر انہیں آزماتے رہو (کہ ان کی سمجھ بوجھ کا کیا حال ہے) یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچ جائے پھر اگر ان میں صلاحیت پاؤ تو ان کا مال ان کے حوالے کردو اور اس خیال سے کہ بڑے ہو کر مطالبہ کریں گے' فضول خرچی کر کے جلد جلد ان کا مال کھا ہی نہ ڈالو۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ امام ابوحنیفہ نے شادی کے لڑکے کی عمر 18 سال اور لڑکی عمر 17 سال کا تعین کیا ہے۔ حیاتیاتی طور سے نوعمر بیویوں کے ساتھ (جو جسمانی طور سے پختہ نہ ہو) مباشرت شرمگاہ میں درد اور زخم کا باعث بن سکتی ہے نیز اگر حمل واقع ہو تو وہ ماں اور بچے دونوں کی صحت کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتا ہے نوعمری کی شادی کا مطلب یہ ہے قرآن مجید نے شادی کے بارے میں جس اصول کا تذکرہ کیا ہے۔ یعنی ساتھی کی ذات میں سکون قلب کی تلاش۔ پورا نہ ہونے کا احتمال موجود ہے۔

ماں اور بچے کی صحت مند زندگی گزارنے کے تناظر میں حضورﷺ نے نسلی خصوصیات کو ملحوظ خاطر رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ آپﷺ نے فرمایا۔ تخیر والنطفکم فان العرق دساس اولنزاع (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: ''تمہیں دیکھنا چاہیے کہ تم اپنے نطفہ کو کس جگہ رکھ رہے ہو اس لئے کہ (خاندان کی) اصل (تندرست اولاد کی تخلیق میں) مددگار ثابت ہوتی ہے۔''

اس طرح یہ عام مشورہ دیا گیا ہے کہ ''اغتربوا لا تضووا'' یعنی اپنے خاندان سے باہر شادی کرو تاکہ تم کمزور بچوں کو جنم نہ دے سکو۔ جدید تحقیق نے بھی یہ ثابت کیا ہے خون کی کمی' پھیپھڑے لبلبے اور جگر کے امراض نسل در نسل خونی رشتوں کی تجدید سے ہوتا ہے اس تناظر میں اسلام کا ایک عمومی حکم ہماری رہنمائی کیلئے موجود ہے۔

لاضرر ولا اضرار: ترجمہ: ''یعنی نہ نقصان دو اور نہ ہی ایذا دہی۔''

اسلام ہمیں صاحب اولاد ہونے کا حکم دیتا ہے' لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اس بات پر بھی زور دیتا ہے کہ بچے اچھے اور نیک ہونے چاہیں۔ ان باتوں کا تقاضا ہے کہ ان کے صحیح نشوونما کے لئے بھرپور سعی و کاوش سے کام لیا جائے۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ اسلام میں شادی کے تقاضوں میں سے ایک فطری تقاضا یہ ہے کہ آدمی میں بچوں کے صحیح نشوونما کی اہلیت ہو۔ اسلامی نقطہ نظر سے خاندان ایک اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ خاندان میں عورت کئی روپ رکھتی ہے' وہ ماں بھی ہوتی ہے اور بہن' بیٹی اور بیوی بھی۔ اور ان کے انہی معاشرتی کرداروں کے حوالے سے ان کے حقوق متعین ہیں۔ اگر ماں ہے تو اپنی اولاد پر ممتا کا حق رکھتی ہے۔ اگر بیٹی ہے تو اپنے والد یا ولی پر نان نفقہ' تعلیم اور والدہ پر تربیت کا حق رکھتی ہے۔ اگر بہن ہے تو بھائیوں سے محبت اور شفقت چاہتی ہے' اگر بیوی ہے تو اپنے شوہر پر مہر' نان نفقہ اور بہتر سلوک روا رکھنے کے حقوق رکھتی ہے۔ اس کے علاوہ بحیثیت انسان خواتین کو اسلام میں وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو

مردوں کو حاصل ہیں۔ اسلام نے بحیثیت عورت اس کے حقوق کا احترام کرنے کی تلقین کی ہے۔ جب وہ ماں بنتی ہے تو پھر اس کے حقوق کا خصوصی تذکرہ بھی کیا ہے۔

ماں کے حقوق: اسلام میں عورت بطور ماں عزت وتکریم، بہتر سلوک واحسان اور نان نفقے (کھانے پینے، مسکن اور روزمرہ کی ضروریات) وغیرہ کے لحاظ سے بہت سے حقوق رکھتی ہے۔ اس بارے میں بہت سی آیات کریمہ اور احادیث نبوی ﷺ موجود ہیں، جن میں سے چند ایک مثال کے طور پر ذکر کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا (بنی اسرائیل۔۲۳)

ترجمہ: ''اور تیرے رب نے حکم کردیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت مت کرو اور تم (اپنے) ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔'' ایک دوسری جگہ فرمان الٰہی ہے:

ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن (لقمان۔۱۴)

ترجمہ: ''اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا۔'' ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ووصینا الانسان بوالدیہ احسناً حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا وحملہ وفصلہ ثلثون شھراً (الاحقاف۔۱۵) ترجمہ: ''اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کیساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا۔ اور بڑی مشقت کیساتھ اسکو جنا اسکو پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینے (میں پورا ہوتا ہے)''

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ والدین کے ساتھ بہتر برتاؤ اور احسان کیا جائے اور تمام جائز شرعی امور کی ادائیگی میں ان کی بات مانی جائے۔ اور بلا چوں وچرا ان کی رائے کا احترام کیا جائے، ان کی نصیحت ووصیت مانی جائے اور ان کے ساتھ سب سے بڑی نیکی اور احسان یہ ہے کہ وفات کے بعد ان کی مغفرت کے لئے دعا طلب کی جائے۔ اس بات کو اللہ پاک نے قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا (بنی اسرائیل۔۲۴) ترجمہ: ''اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا ہے۔''

مزید کئی احادیث مبارکہ میں بھی ماں کے مقام اور منزلت کے بارے میں بہت سارے ارشادات اور احکامات موجود ہیں۔ چند ایک یہ ہیں: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہا:

من احق الناس بصحبتی؟ قال: امک، قال: ثم من؟ قال: امک، قال: ثم من؟ قال:

امک' قال: ثم من؟ قال: ابوک ترجمہ: "میرے اوپر کس کا زیادہ حق بنتا ہے جس کی میں خدمت کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تمہاری ماں' اس آدمی نے پوچھا کہ اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا؟ تمہاری ماں' آدمی نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا' تمہاری ماں' اس نے پھر پوچھا اسکے بعد کوئی اور؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا' تمہارا باپ۔" ایک دوسری حدیث میں آیا ہے:

وعن عائشة رضی اللہ عنھما: قالت سئلت النبی ﷺ ای الناس اعظم حقا علی المرأة؟ قال زوجھا' قلت فعلی الرجل؟ قال امه۔ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: "حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ عورت (بیوی) پر زیادہ حق کس کا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے خاوند کا' پھر میں نے پوچھا کہ مرد (خاوند) پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ماں کا۔" ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا:

ارید الجھاد فی سبیل اللہ' فقال له رسول اللہ ﷺ: ھل امک حیة؟ قال: امک حیة؟ قال: نعم' قال: الزم رجلھا فثم الجنة (رواہ الطبرانی)

ترجمہ: میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کروں' تو حضورؐ نے فرمایا کہ کیا تیری ماں زندہ ہے؟ آدمی نے جواب دیا' ہاں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور اپنی ماں کی خدمت کرو' کیونکہ جنت اس کے قدموں تلے ہے۔

رضاعی ماں کے حقوق: اسلام میں یہ حقوق نہ صرف حقیقی ماں کو حاصل ہیں بلکہ رضاعی ماں کو بھی ان حقوق کا مستحق ٹھہرایا گیا اور اسے بھی حقیقی ماں کے برابر درجہ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وامھتکم التی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعة (النساء۔۲۳)

ترجمہ: "اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہے (یعنی انا) اور تمہاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں"

رضاعی ماں ہونے کے واسطے سے ایک انسان اس کے تمام دوسری اولاد سے بھائی اور بہن کے رشتے میں جڑ جاتا ہے۔ اس کے شوہر کو رضاعی باپ اور اسکے تمام خاندان کو اسکا رشتہ دار ٹھہرا دیا جاتا ہے۔ یہ مفہوم اس حدیث پاک میں اس طرح بیان ہوا ہے: یحرم من الرضاعة مایحرم من النسب (بحوالہ تفسیر النسفی ا۔۳۴۰)

ترجمہ: "رضاعی حرمت' نسبی حرمت ہی کی طرح ہے' یعنی وہ سارے امور جو نسبیت کی وجہ حرام قرار پاتے ہیں وہ رضاعت کے سلسلے میں بھی حرام ہیں۔"

بیٹی کے حقوق: اللہ تعالیٰ نے عورت کے بحیثیت انسان مختلف حقوق متعین کئے ہیں۔ ایک انسان ہونے کے ناطے عورت کبھی بیٹی کی شکل میں اور کبھی ماں کی شکل میں موجود ہوتی ہے۔ بیٹی کے حقوق سے متعلق بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں سے چند ایک پیش کی جاتی ہیں۔

وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال: قال: رسول الله ﷺ من كان له انثی فلم يئدها ولم يهنها ولم يؤثر عليها ولده ادخله الله الجنة (رواه البخاری باب الادب)

ترجمہ: "حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا' اگر کسی کی بیٹی ہو اور وہ اسے نہ مارے اور نہ اس کی توہین کرے اور نہ بیٹے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جنت میں داخل کرا دے گا۔"

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہوا ہے: عن انس بن مالک ان النبی ﷺ قال: من عال جاريتين حتی تبلغا جاء يوم القيامة انا وهو كذا. (رواه مسلم)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے دو لڑکیوں کو بلوغت تک پالے رکھا' تو وہ آدمی قیامت کے دن میرے ساتھ کھڑا ہوگا۔"

ایک اور حدیث میں حضرت ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا۔

من كان له ثلث اخوات او بنتان او اختان فأحسن صحبتهن واتقى الله فيهن فله الجنة (رواه الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ: کسی کی تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں ہوں اور یا دو بہنیں ہوں' اور وہ ان کی اچھی پرورش کرے اور ان کے حق میں اللہ سے ڈرے تو اس آدمی کی جگہ جنت ہے۔

<u>بیوی کے حقوق:</u> بیوی کے اپنے شوہر پر بہت سے حقوق ہیں جنہیں عام طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک مادی اور مالی حقوق جیسے مہر' نان ونفقہ وغیرہ اور دوسرے اخلاقی حقوق جیسے احسان' عدل وانصاف اور بہتر سلوک وغیرہ۔ اس بارے میں بہت سے شرعی احکامات موجود ہیں جن میں سے چند ایک بیان کئے جاتے ہیں۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے: هو الذی خلقكم من نفس واحدة وجعل منها زوجها ليسكن اليها (الاعراف۔۱۸۹) ترجمہ: "اور اللہ ایسا (قادر ومنعم) ہے جس نے تم کو ایک تن واحد (آدمؑ) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا (حوا) بنایا تاکہ وہ اس (اپنے جوڑے) سے انس حاصل کرے۔"

اس آیت کریمہ میں صاف طور پر بیان ہوا ہے کہ عورت کو مرد کے جنس سے پیدا اور تخلیق کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کریں۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

ومن ايته ان خلق لكم من انفسكم ازواجا لتسكنوآ اليها وجعل بينكم مودة ورحمة ان فی ذالک لايت لقوم يتفكرون.

ترجمہ: اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی اسمیں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔

اس آیت کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ مودة سے مراد شوہر کا اپنی بیوی کیلئے پیار و محبت کا جذبہ ہے اور رحمة سے مراد شوہر کی مہربانی اور شفقت ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔

هن لباس لكم و انتم لباس لهن (البقرة۔۱۸۷)

ترجمہ: وہ تمہارے لئے لباس کی مانند ہیں اور تم ان کے لئے لباس کی مانند ہو۔

اس آیت کریمہ میں بیوی اپنے خاوند کے لئے لباس (پردے) کی حیثیت رکھتی ہے اور خاوند اپنی بیوی کے لئے پردے ولباس کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک دوسرے کے آرام وسکون کی آماجگاہ ہے اور دوسرا اس کی ذات میں حوصلہ اور سکون پاتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی حفاظت کے لئے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے:

خير متاع الدنيا الزوجة صالحة ان نظرت اليها سرتك وان غبت عنها خفظتك (رواہ مسلم وابن ماجہ) ترجمہ: ''دنیا کی بہترین نعمت نیک اور وفادار بیوی ہے کہ اس کو دیکھنے سے تم خوش ہوتے ہو اور جب گھر سے دور ہو تو وہ تمہاری عزت، اولاد اور مال کی محافظ ہو۔''

اسلام اپنے پیروکاروں پر زور دیتا ہے کہ خاوند اپنی بیوی سے بہتر سلوک روا رکھے اور اچھے اخلاق کے ساتھ زندگی گزارے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وعاشروهن بالمعروف فان كرهتموهن فعسى ان تكرهوا شيئاً ويجعل الله فيه خيرا كثيرا۔ (النساء ۱۹)

ترجمہ: ''اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گزران کیا کرو اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھ دے۔'' حضور ﷺ کا فرمان ہے:

عن عائشه قالت قال رسول الله ﷺ خيركم خيركم لاهله وانا خيركم لاهلي (رواہ الترمذی) ترجمہ: ''تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہو اور میں اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا ہوں۔''

ایک دوسری جگہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم اخلاقا والطفهم باهله (رواہ الترمذی) ترجمہ: ''مومنوں میں سے کامل مومن وہ ہے جسکے بہترین اخلاق ہوں اور اپنی بیویوں پر بہت مہربان ہو''

حضرت عباسؓ نے فرمایا ہے انی اتزين لامراتی كماتتزين لی (بحوالہ تفسیر قرطبی ۳۔۱۲۳)

ترجمہ: ''میں اپنی بیوی کے لئے خود کو اسی طرح سنوارتا ہوں جس طرح وہ میرے لئے اپنے آپ کو سنوارتی ہے۔''

بیویوں کا اپنے خاوندوں پر اور خاوندوں کا اپنی بیویوں پر بہت سے حقوق ہیں۔ چونکہ ہمارا موضوع بحث صرف عورتوں کے حقوق سے متعلق ہے۔ اس لئے خاوند کے حقوق جو کہ بیوی کے لئے واجب کا درجہ رکھتی ہیں اس بحث سے خارج ہیں۔ خاوند کا درجہ بلند ہونے کی وجہ اس کی خاندان کی سربراہی اور مالی ذمہ داری ہے اور خاوند کی یہ سربراہی

ظالمانہ اور جابرانہ نہیں، بلکہ ایک محبت و شفقت بھری مہربانی کے ساتھ خاندان کی نگرانی ہے۔

عورت کے مالی حقوق (مہر و نفقہ) اسلامی شریعت میں مہر کی ادائیگی بیوی کا حق ہے اور ہر خاوند پر واجب ہے کہ وہ اپنی بیوی کو نکاح کے بدلے میں مہر ادا کرے۔ مہر نقد اور جنس (جائیداد وغیرہ دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر اس شخص پر واجب ہے جو کسی عورت کو اپنی شریک حیات بنانے کا اعلان کرتا ہے۔ اس بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے۔ وآتوا النسآء صدقتهن نحلة (النساء۔۴)

ترجمہ: ''اور تم لوگ بیویوں کو ان کے مہر خوشدلی سے دے دیا کرو۔''

بیوی کا نفقہ اپنے شوہر پر ایک دوسرا مالی حق ہے جو نکاح کے عوض اس عورت کا اپنے شوہر پر واجب ہوتا ہے، نفقہ سے مراد طعام، لباس، گھر کا سامان اور روزمرہ زندگی کی ضروریات پوری کرنا ہے۔ قرآن پاک میں اس بات کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

والوالدت يرضعن اولادهن حولين كاملين لمن اراد ان يتم الرضاعة وعلى المولود له رزقهن وكسوتهن بالمعروف (البقرة۔۲۳۳)

ترجمہ: ''اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلایا کریں یہ (مدت) اس کے لئے ہے جو کوئی شیر خوارگی کی تکمیل کرنا چاہیے اور جس کا بچہ ہے (یعنی باپ) اس کے ذمے ہے ان (ماؤں) کا کھانا اور کپڑا قاعدے کے موافق۔''

نفقہ کے بارے میں بہت سی احادیث بھی موجود ہیں۔ مثلاً روى مسلم ان النبى ﷺ قال اتقو الله فى النساء فانكم اخذتموهن بامانة الله واستحللتم فروجهن بكمة الله ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف۔ (المسلم، كتاب الحج)

ترجمہ: ''صحیح مسلم سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تم اپنی بیویوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے انہیں ایک امانت کے طور پر اپنایا ہے اور ان کے ساتھ ہمبستری اللہ کے حکم سے تم پر جائز قرار دی گئی ہے۔ اور اس کا ساتھ ان کے کپڑوں اور خوراک کی ذمہ داری بھی احسن طریقے سے تم پر لازم ہے۔''

بہتر سرپرستی اور پرورش کا حق: اسلام نابالغ اور غیر شادی شدہ یتیم بچی کیلئے ولی یا ذمہ دار سرپرست مقرر کرنے کا حکم دیتا ہے جو اس کی پرورش کے ذمہ دار ہوں۔ اور یہ حق صرف حکم اور ممانعت (کسی چیز کے کرنے یا نہ کرنے) تک محدود نہیں بلکہ نابالغ بچی کی پرورش، تعلیم اور تربیت اور اس طرح اس کے مال و جائیداد کی حفاظت اس کے سرپرست پر اس وقت تک واجب ہیں جب تک وہ بالغ نہ ہوں۔ والدین کو اپنی اولاد پر نظر رکھنے اور انہیں تمیز سکھانے کا حق حاصل ہے مگر ان پر بے جا تنقید اور ظلم و زیادتی کرنے کی اجازت نہیں۔ والدین کی توجہ اولاد کی صحیح پرورش، تعلیم و تربیت اور ان میں مثبت رویئے پیدا کرنے پر ہونی چاہیے۔ اگر والدین زندہ نہ ہوں تو نزدیکی رشتہ داروں میں سے کسی کو ولی مقرر کرنا

چاہیے تا آنکہ وہ بلوغت تک پہنچ جائیں۔ اس دوران ولی بچوں کی جائیداد وغیرہ کی دیکھ بھال کریں۔ اگر اسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام تعداد کی نہیں بلکہ معیار کی بات کرتا ہے۔ اور قیامت کے دن حضور اکرم ﷺ ان کی فخر کا باعث وہ تعلیم یافتہ' نیک' خوددار' متقی' مسلمان ہوں گے۔ جو دنیا میں دوسروں کو نفع پہنچا چکے ہوں اگر ہم چاہتے ہوں کہ پیغمبر انسانیت کے سامنے آخرت کے دن سرخرو ہوں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم بیوی بچوں کے حوالے سے اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں اور انہیں اسی طرح ادا کریں' جس طرح اس کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلام نے خاندان کو بنیادی اکائی قرار دیا ہے۔ اور گھر کے ہر فرد کو اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے ادا کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔ نیک اولاد کو صدقہ جاریہ کہا گیا ہے۔ اس تناظر میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر والدین کے غفلت کی وجہ سے بیوی بچے اپنے حقوق سے محروم رہے تو اسکی ذمہ دار خاندان کے دیگر افراد اور معاشرہ ہوگا۔ آخرت کے دن ان سے اس کی شدید باز پرس ہوگی۔

ماں اور بچوں کے حوالے سے اگر ہم مندرجہ بالا اسلامی تعلیمات پر کاربند ہونا چاہتے ہوں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھیں۔

☆ بچے ہمارا مستقبل ہیں ان کی صحت کا دارومدار ماں کی صحت مند زندگی پر ہے۔ دونوں کی صحت کا خیال رکھیں

☆ صحت مند گھرانہ کے لئے صحت مند ماں کی اشد ضرورت ہے دوران حمل ان کی بھرپور نگہداشت تمام خاندان کا فرض اولین ہے۔

☆ حمل کے دورانیہ کے درمیان کوئی بھی غفلت بچے کی زندگی' صحت اور ذہنی قابلیت پر برا اثر ڈال سکتی ہے اس سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ماں کی غذا کا خیال رکھا جائے۔ ڈاکٹر سے مسلسل مشورہ کیا جائے۔ اور ٹیٹنس کے انجکشن لگائے جائیں تا کہ دونوں محفوظ رہیں۔

تمام حاملہ ماؤں کو حمل کے دوران شعبہ ہائے زچہ و بچہ کے زیر نگرانی رہنا چاہیے اور وقتاً فوقتاً طبی معائنہ کرتے رہنے چاہیے۔

☆ نوزائیدہ بچوں میں تشنج سے بچاؤ کیلئے حمل کے دوران ماؤں کو تشنج سے بچاؤں کے ٹیکوں کا کورس مکمل کرنا چاہیے

☆ ڈیلوری کے لئے ہمیشہ کسی مستند اور تجربہ کار ڈاکٹر' نرس یا دائی کا انتخاب کریں۔

☆ بچے کی پیدائش کیلئے صاف ستھری جگہ اور صاف ستھرا سامان ازخود ضروری ہے۔

☆ حفظان صحت کے جملہ اصولوں کو اپنانا چاہیے۔

☆ ماں کے دودھ کا کوئی نعم البدل نہیں ہے' نوزائیدہ بچوں کو پیدائش کے ایک گھنٹہ کے اندر اندر ماں کا دودھ پلانا ضروری ہے۔ ☆ بچوں کو چھ ماہ کے عمر تک صرف ماں کا دودھ پلانا چاہیے۔

☆ مائیں اپنی بچوں کو ڈھائی سال کی عمر تک اپنا دودھ پلانا جاری رکھیں۔

☆ بچوں کی خوراک تیار کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ اچھی طرح دھولیں۔

☆ سرکاری سطح کے مراکز میں دستیاب حفاظتی ٹیکوں کا کورس' اپنے بچوں کو ضرور مکمل کروائیں۔

☆ قے اور دست کی بیماری کے دوران بچوں کو علاج معالجہ سرکاری ہسپتالوں کے مستند ڈاکٹرز سے کرائیں۔

☆ ایک صحت منداور توانا معاشرے کے لئے صاف ستھرا پانی ضروری شرط ہے پانی اُبال کر استعمال کریں۔

☆ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھیں۔

☆ صفائی نصف ایمان ہے' اپنے گھر' محلہ اور شہر کو صاف ستھرا رکھیں۔

☆ اپنے اردگرد کے ماحول کو صاف رکھیں۔

☆ بچوں کو صاف رہنے اور صفائی رکھنے کا عادی بنائیں۔

☆ حفظان صحت کے اصولوں کو اپنائیں کیونکہ ان اصولوں سے انحراف ہی بیشتر بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔

☆ غیر محفوظ جگہوں یا زچگی کی مناسب سہولتوں کی عدم موجودگی میں زچگی کا عمل کئی پیچیدگیوں کا باعث بن سکتی ہے اس حوالے سے تربیت یافتہ ڈاکٹر یا دائی کی موجودگی نہایت اہم ہے۔

☆ زچگی کا عمل کئی احتیاطوں کا متقاضی ہے۔ خاندان پر لازم ہے کہ اس کے لئے مناسب پیسوں' ٹرانسپورٹ اور ہسپتال کا انتخاب کریں۔

☆ زچگی سے پہلے اس کے دوران یا بعد میں خون کا مسلسل اخراج' دورے یا نظر کا غائب ہونا' سر میں درد یا زچگی کے عمل میں سست روی ماں اور بچے کی صحت کے لئے نہایت خطرناک ہوسکتا ہے۔

☆ زچگی کے بعد ماں اور بچے کی صحت' آرام اور خوراک کا انتہائی خیال رکھنا ضروری ہے۔

☆ بچے کی جسمانی اور ذہنی صحت کے لئے اس کی زندگی کے ابتدائی دو سال نہایت اہم ہیں جس میں اسے ماں کی بھرپور توجہ درکار ہوتی ہے۔ اس دوران دوسری حمل کا وضع ہونا خطرے سے خالی نہیں ہے۔

☆ پیدائش کے فوراً بعد بچے کی ناک اور منہ کی صفائی سانس لینے میں آسانی پیدا کرتی ہے اس دوران بچا کے ساتھ معمولی بے احتیاطی خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔

☆ پیدائش کے فوراً بعد بچے کو ماں کا دودھ پلانا ضروری ہے۔

☆ پیدائش کے پہلے مہینے میں بچوں میں مندرجہ ذیل علامات خطرے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

چہرے پر نیلاہٹ' دودھ پینے سے انکار

☆ جسم کا کم یا بہت زیادہ درجہ حرارت' جسم کی گہری زرد رنگت' غشی کے دورے اور غنودگی۔ (وما علینا الا البلاغ)